OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v3.02(22)u7.90-107

انسانی جان کی حرمت قرآن کی روشنی میں اور عصرِ حاضر میں اس کا اطلاق (پاکستانی معاشرے کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ)

The sanctity of human life in the light of the Qur'an and its application in modern times (Analytical study in the context of Pakistani society)

Farh Jabeen
Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan.

Dr. Syed Noor ul Hassan Hashmi
Lecturer, Barani University, Rawalpindi.

Muhammad Hassan Raza
Researc Scholar, RIFAH International University.
Email: hassani97edu@gmail.com

Received on: 20-04-2022 Accepted on: 22-05-2022

Abstract

This article is written in the light of the Qur'anic teachings on the sanctity of human life and the application of the sanctity of human life in modern times, an analytical study in the context of Pakistani society which states that Allah Almighty has distinguished human from all creatures by wearing the crown of sanctity and dignity, so the protection of human life is the survival of society. It has also been stated that unjust bloodshed is absolutely unlawful and Haraam.That is, to destroy all humanity, doing so causes Allah's wrath because He has forbidden unjust killing. Saving the life of one soul is tantamount to giving life to all human beings. Also the fate of the killer in Pakistani constitution and in the hereafter is also stated in this article.

Keywords: Islam, Qur'an, Human, Life, Unjust killing, Society.

موضوعِ تحقیق کا تعارف، پسِ منظر اور ضرورت واہمیت

اللہ تبارک وتعالیٰ خلقتِ انسانی کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک رکھتا ہے پھر چالیس دن تک وہ جما ہوا خون ہوتا ہے پھر چالیس دن میں وہ گوشت بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے جو اس خلقتِ انسانی میں روح پھونک دیتا ہے اس کے بعد جب انسان عالمِ بطن سے عالمِ دنیا میں ظہور پزیر ہوتا ہے تو خلاقِ عالم کی جانب سے تسخیرِ کائنات کی قدرتی صلاحیت حضرتِ انسان کو عطیہ ہوتی ہے یوں انسان حرمت و کرامت کا تاج پہنے جمیع مخلوقات میں سے خود کو ممتاز حیثیت کے طور پر متعارف کراتا ہے۔

فرمانِ خداوندی ہے کہ :

ولقد کرمنا بنی اٰدم و حملناھم فی البر والبحر و رزقناھم من الطیبات و فضلناھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلا۔[1]

اور ہم نے اولادِ آدم کو حرمت و تکریم سے نوازا اور ہم نے انہیں خشکی اور سمندر میں سواری عطا کی اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں بڑی فضیلت دی۔

آیت ھذا کے مطابق ساری نوعِ انسانیت حرمت و تکریم کی حامل ہے کیونکہ یہ ایسی حرمت و تکریم ہے کہ جو بنی نوع انسان کے لیے جزو لاینفک کا درجہ رکھتی ہے یعنی انسان کو لازم ہے۔ لہذا منطقی اعتبار سے بھی اسی حرمت و کرامت کی بنیاد پر استدلال کیا جاتا ہے کہ ادیم ارضی یعنی انسان اپنی ماسوا مخلوقات سے حرمت و تکریم میں جیسے ممتاز و برتر ہے ایسے ہی اس کے وجودِ ہستی پر ذمہ داریوں کا اضافہ بھی ہے۔ انھی ذمہ داریوں کے تحت انسانی جان کی حفاظت کرنا نہایت ضروری اور اہمیت کا حامل ہے اور اسے ناحق قتل کرنا حرام ہے۔ عصرِ حاضر میں پاکستان میں انسانی جان کی قدر و منزلت کو بیان کرنا اور اس کا تحفظ کرنا از حد ضروری امر ہے۔ کیونکہ ایک مثالی تعمیرِ معاشرہ، حُسن معاشرت اور اخلاقیات کے ان اصولوں سے وقوع پذیر ہوتا ہے جو بنی نوع انسان کی جان کو تحفظ فراہم کرے۔ پس خونِ ناحق کے چھینٹوں سے اپنی قبا کو رنگین کرنا یعنی انسانی جان کا ناحق قتل کرنا اس قدر ناپسندیدہ عمل ہے کہ نصِ قطعی میں ایک انسان کا ناحق قتل پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے۔

سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ

انسانی جان کی حرمت غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے، اسی لیے محققین نے اِس پر خصوصی توجہ دی ہے۔ زیرِ نظر موضوع کے مختلف پہلوؤں پر تحریر کی جانے والی کتب میں سے مفتی محمد تقی عثمانی کی قتل اور خانہ جنگی کے بارے آنحضرت ﷺ کے ارشادات[2]، طاہر القادری کی دہشت گردی اور فتنہ ءخوارج[3]، میاں مسعود احمد کی قانونِ قصاص و دیت[4]، ابو یحییٰ کی قرآن کا مطلوب انسان[5]، ڈاکٹر محمد آصف کی تخلیقِ انسان اور معجزاتِ قرآن[6]، حکیم محمود احمد کی پیغمبر اسلام اور بنیادی انسانی حقوق[7]، سید جلال الدین عمری کی اسلام انسانی حقوق کا پاسبان[8]، ڈاکٹر سلیمان بن عبدالرحمٰن کی اسلام میں انسانی حقوق[9]، سید سلیمان ندوی کی حقوق انسانی[10]، ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس کی اسلام ہی انسانیت کا حل ہے[11]، مفتی نذیر احمد خان کی حدود آرڈیننس اور تہذیبی تصادم[12] اور احمد حسن، صدیق ارشد خلجی اور غلام مرتضیٰ آزاد کی حدود و تعزیرات[13] مل سکی ہیں۔ درج بالا مضامین و کتب میں زیرِ نظر موضوع کے جزوی پہلوؤں کو ضرور بیان کیا گیا ہے لیکن انسانی جان کی حرمت قرآنِ کریم کی روشنی میں اور عصرِ حاضر میں اس کا اطلاق کو تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔ اسی وجہ سے اس علمی و تہذیبی خلا کو پر کرنے کے لیے زیرِ نظر موضوع کو اختیار کیا گیا ہے۔

انسانی جان کی حرمت کا مفہوم

دینِ اسلام میں انسانی جان کی حرمت کا مفہوم بڑی خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ عالمِ انسانیت کے اطراف واکناف میں مقاصدِ شرعیہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو جابجا انسانی جان کا تحفظ، عزت کا تحفظ، مال و متاع کا تحفظ الغرض منسلکاتِ انسان کا تحفظ بہت اہم قرار دیا گیا ہے بلکہ اگر

عبارت کو مزید آسان پیرائے میں ڈھالا جائے تو یہ کہنا بجا ہو گا کہ اللہ رب العزت نے انسان کو انسان کی توقیر و عزت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا جو شخص کسی کو ناحق قتل کرتا ہے تو گویا وہ حرام کردہ فعل کا مرتکب ہوا جس کی وعیدیں اظہر من الشمس ہیں۔ ہر وہ چیز جس میں انسانوں کے لیے نفع ہے اللہ تعالیٰ نے اسے مشروع اور جائز قرار دیا ہے اور ہر وہ چیز جس میں بندوں کے لیے نقصان ہے اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کیا ہے اور اسے ناجائز قرار دیا ہے۔

کسی کو ناحق قتل کیا جائے تو یہ وہ نقصان ہو گا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور جو ناجائز ہے نیز ایسا فعل خباثت کا پیرہن اوڑھے ہوئے ہے اسی طرح ناحق قتل کرنا ظلم کو متضمن ہے نیز یہ انسانیت سے گراوٹ والا فعل ہے جو کہ انسانی حق تلفی ہے۔ موافقاتِ شاطبیؒ میں ایک مذکور اصول ملاحظہ ہو: مجموع الضروریات خمسة: حفظ الدین،والنفس،والنسل،والمال،والعقل-[14]

بنیادی ضروریات پانچ ہیں: مذہب، جان، نسل، مال اور عقل کی حفاظت۔

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ان مقصود الشرع من الخلق خمسة:ان یحفظ علیهم دینهم ونفسهم و عقلهم و نسلهم و مالهم- [15]یعنی مخلوق میں سے شریعت کا مقصود پانچ چیزیں ہیں، مخلوق پر ان کے دین، ان کی جان، ان کی عقل، ان کی اولاد، اور ان کے مال کی حفاظت کرنا۔

لہٰذا انسانی جان کی حرمت کا مفہوم یہی ہے کہ اسے ناحق قتل نہ کیا جائے بلکہ اسے تحفظ دیا جائے کہ یہی مقصودِ شریعت ہے۔ نیز اس ضمن میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ لفظِ انسان مطلق ہے یعنی کسی بھی رنگ، نسل، قوم، ثقافت، معاشرت اور مذہب سے انسان تعلق رکھے اس کی جان کا تحفظ یقینی بنایا جانا ہی امورِ شرع میں سے ایک اہم مقصد ہے لہٰذا ناحق قتل کرنا (اپنی جان کا ہو یا غیر کی جان کا) خواہ اس کے لئے کچھ بھی اسباب و ذرائع اختیار کیے جائیں، اس کی تمام صورتیں ناجائز و حرام ہیں نیز ایسا کرنا حدود اللہ کو پامال کرنا ہے۔

قتلِ ناحق کی حرمت تعلیماتِ قرآنیہ کی روشنی میں

قرآنِ کریم کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانی جان کا ناحق قتل عین سرکشی ہے نیز شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ جتنی سخت وعیدیں قرآن و سنت میں قتلِ ناحق پر آئی ہیں کسی اور گناہ پر نہیں آئیں۔

قرآنِ کریم کا ارشاد ہے: من اجل ذٰلک کتبنا علیٰ بنی اسرائیل انه من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا و من احیاها فکانما احیا الناس جمیعا ولقد جاءتهم رسلنا بالبینٰت ثم ان کثیرا منهم بعد ذٰلک فی الارض لمسرفون[16] ۔

اسی وجہ سے بنی اسرائیل کو یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے، جبکہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لیے ہو، اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو، تو یہ ایسا ہے جیسے اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو یہ ایسا ہے جیسے اُس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر ان کے پاس کھلی کھلی ہدایت لے کر آئے، مگر اس کے بعد بھی ان میں سے بہت سے لوگ زمین میں زیادتیاں ہی کرتے رہے ہیں۔

آیت ھذا کے تحت ترجمانِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں: کسی نفس کے احیاء کا یہ مطلب ہے کہ انسان کسی ایسے دوسرے انسان کو قتل نہ کرے جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ تو یہ ہے وہ شخص جس نے سب انسانوں کو بچا لیا، یعنی ایک ناحق خون کو بچانے کے باعث گویا سب لوگ زندگی پا گئے اور محفوظ ہو گئے۔[17] اور جس نے ایسے شخص کو قتل کیا جس کا قتل حرام تھا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو تہ تیغ کر دیا۔[18]

علامہ ابو حفص الحنبلی اپنی تفسیر اللباب فی علوم الکتاب میں اللہ تعالیٰ کے اسی فرمان کی تفسیر میں ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتے ہوئے مختلف آئمہ کرام کے اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال مجاھد : "من قتل نفسا محرمة یصلی النار بقتلها، کما یصلها لو قتل الناس جمیعا"۔

حضرت مجاہد نے فرمایا: جس شخص نے ایک جان کو بھی ناحق قتل کیا تو وہ اس قتل کے سبب دوزخ میں جائے گا، جیسا کہ وہ تب دوزخ میں جاتا اگر وہ ساری انسانیت کو قتل کر دیتا (یعنی اس کا عذابِ دوزخ ایسا ہو گا جیسے اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا ہو)۔

و قال قتادة : "اعظم اللہ اجرها و عظم وزرها، معناه: من استحل قتل مسلم بغیر حقه، فکانما قتل الناس جمیعا"۔

حضرت قتادہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا بڑھا دی ہے اور اس کا بوجھ عظیم کر دیا ہے یعنی جو شخص ناحق کسی مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتا ہے گویا وہ تمام لوگوں کو قتل کرتا ہے۔

و قال الحسن : "(فکانما قتل الناس جمیعا) ، یعنی : انه یجب علیه من القصاص بقتلها، مثل الذی یجب علیه لو قتل الناس جمیعا"۔

حضرت حسن بصریؒ نے فکانما قتل الناس جمیعا کی تفسیر میں فرمایا کہ (جس نے ایک جان کو قتل کیا) اس پر اس کے قتل کا قصاص واجب ہو گا، اس شخص کی مثل جس پر تمام انسانیت کو قتل کرنے کا قصاص واجب ہو۔[19]

اور من احیاها کا مطلب یہ ہے کہ جس پر قصاص واجب تھا اس کو معاف کر دیا اور قتل نہیں کیا تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ کر دیا۔ سلیمان بن علی فرماتے ہیں کہ میں نے حسن کو کہا اے ابو سعید! کیا یہ حکم بنی اسرائیل کی طرح ہمیں بھی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں بنی اسرائیل کے خون ہمارے خون سے اللہ کے ہاں زیادہ مرتبہ والے نہیں تھے۔[20]

امامِ صمدانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ من قتل نفسا کے تحت فرماتے ہیں:

من قتل نفسا بغیر نفس ،ای بلا قصاص شرعی ،او فساد فی الارض مرخص ،موجب لقتله من شرک و بغی و قطع طریق و غیر ذالک من الفسادات العامة الساریة ضرها و شرها ،فکانما قتل الناس جمیعا ،اذ کل فرد من افراد الانسان مستجمع لکمالات الجمیع بسعة قلبه ،و علو مرتبته،و استعداده و قابلیته لمظهریة الحق وخلافته فکان قتله قتل الجمیع۔[21]

جس نے کسی کو ناحق قتل کیا یعنی بغیر قانونی اور شرعی حق کے یا زمین میں فساد پھیلانے کی غرض سے یعنی شرک اور ظلم کو، راستہ روکنے کو اور

اس کے علاوہ تمام عام فسادات جو نقصان اور شر پر مبنی ہیں کو جائز جانتے ہوئے تو گویا اس نے تمام لوگوں کا قتل کیا جبکہ انسان کے افراد میں سے ہر فرد تمام کمالات کو دل کی وسعت اور اعلیٰ مرتبے سے جمع کرتا ہے اور اس (انسان) کی قابلیت حق کو ظاہر کرنے والی ہے اور اس کی خلافت پس اس کا قتل کرنا ساری انسانیت کو قتل کرنا ہے۔

صاحبِ تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل لکھتے ہیں:

بغیر نفس (بغیر اس کے کہ وہ کسی کو قتل کرے) او فساد فی الارض (یا وہ زمین پر فساد کرے) ان دونوں صورتوں میں فساد سے مراد یہاں شرک ہے یا ڈاکہ زنی یا ہر وہ فساد جس کا نتیجہ قتل کو واجب ولازم کر دے۔ تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا یعنی گناہوں میں تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کیونکہ قاتل نفس کی سزا جہنم ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہوتا ہے اور اس کے لئے عذابِ عظیم ہے۔ اگر وہ تمام لوگوں کو قتل کر ڈالتا تو اِس سے زیادہ نہ ہوتا۔ ومن احیاھا (جس نے ان کو زندہ کیا) یعنی ان کو ہلاکت کے بعد اسباب سے نکالا مثلاً قتل، غرق، جلنا، گرانا یا کوئی دیگر وغیرہ۔

ایک کی زندگی سب کی زندگی

فکانما احیا الناس جمیعا (اس نے گویا سب کو زندہ کیا) ایک آدمی کے قتل کو تمام آدمیوں کا قتل قرار دیا گیا۔ اس طرح زندہ کرنا بھی تمام کا زندہ کرنا قرار دیا گیا۔ یہ ترغیب و ترھیب کے لیے ہے کیونکہ جو شخص ایک آدمی کے قتل پر تعارض کرنے والا ہے اگر وہ تصور کرے اس کا قتل تمام انسانوں کا قتل ہے تو اس پر اس کا قتل گراں ہو گا پس وہ اس سے باز آ جائے گا۔ اسی طرح وہ شخص اس کو زندہ کرتا ہے جب اس کے تصور میں یہ ہے اس ایک آدمی کی زندگی تمام انسانوں کی زندگی کے مترادف ہے تو اس کو سلامت رکھنے اور بچانے کے لیے خوب رغبت اختیار کرے گا۔[22]

نیز تفہیم القرآن میں سید ابوالاعلیٰ مودودی آیتِ ھذا کے تحت رقمطراز ہیں کہ:

دنیا میں نوعِ انسان کی زندگی کا بقا منحصر ہے اس پر کہ ہر انسان کے دل میں دوسرے انسانوں کی جان کا احترام موجود ہے اور ہر ایک دوسرے کی زندگی کے بقاو تحفظ میں مددگار بننے کا جذبہ رکھتا ہو۔ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل حیاتِ انسانی کے احترام سے اور ہمدردیِ نوع کے جذبے سے خالی ہے، لہٰذا وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے کیونکہ اس کے اندر وہ صفت پائی جاتی ہے جو اگر تمام افرادِ انسانی میں پائی جائے تو پوری نوع کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے برعکس جو شخص انسان کی زندگی کے قیام میں مدد کرتا ہے وہ درحقیقت انسانیت کا حامی ہے، کیونکہ اس میں وہ صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کی بقا کا انحصار ہے۔[23]

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فی احسن تقویم فی احسن خلق ،اشار بقوله الیٰ ما فی قوله تعالیٰ: لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم24،ثم فسره بقوله: فی احسن خلق،و قیل : احسن تعدیل بشکله و صورته و تسویة الاعضاء،وقیل : فی احسن تقویم فی اعدل قامة واحسن

صورۃ،ذالک انہ خلق کل شئی منکسا علی وجھہ الا الانسان -مدید القامۃ یتناول ماکولہ بیمینہ۔[25]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت میں تخلیق کیااور انسان کی بہترین ساخت سے مراد یہ ہے کہ انس کو معتدل اور سیدھی قامت میں پیدا کیا ہے، کیونکہ دوسرے حیوان جھکے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ بھی جھکا ہوا ہوتا ہے، اس کے برعکس انسان کی قامت سیدھی ہوتی ہے، وہ اپنے ہاتھوں سے کھانے کی چیز پکڑ کر منہ میں لے جاتا ہے، منہ کو کھانے کی چیز کی طرف نہیں جھکاتا۔

سورۃ التین میں لقد خلقنا الانسان کی تفسیر میں صاحبِ تبیان القرآن یوں رقمطراز ہیں: قاضی ابو بکر بن العربی نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق انسان سے زیادہ حسین نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان میں علم، قدرت، ارادہ کرنے، باتیں کرنے، سننے، دیکھنے، تدبیر کرنے اور حکمت کی صلاحیت رکھی اور یہ تمام رب تعالیٰ کی صفات ہیں، گویا انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہے، حدیث شریف میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ۔[26]

بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

علماء نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں صورت بہ معنیٰ صفت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ صورت کے معروف معنی سے پاک ہے اور کوئی چیز اللہ کی مثل نہیں ہے، انسان عالمِ صغیر ہے اور عالمِ کبیر کی ہر نشانی اس عالمِ صغیر میں موجود ہے۔[27]

پس ان سارے تفسیری اقوال سے ماخوذ باتیں یہ ہیں کہ نفس کا احیا اس قدر ضروری ہے کہ گویا یہ تمام انسانوں کا احیا ہے اور نفس کا تلف کرنا ساری انسانیت کو تہہ تیغ کرنے کے مترادف ہے۔ نیز ناحق قتل دوزخ میں لے جانے کا سبب ہے اور آیت: من اجل ذالک کتبنا علی بنی اسرائیل سے مراد صرف بنی اسرائیلیوں کا ہی خون نہیں بلکہ تمام انسانوں کا خون مراد ہے کہ جس نے بھی انسان کی، خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو، کسی بھی نسل کا ہو، کسی بھی جگہ کا مقیم ہو، ناحق جان لی تو گویا اس نے تمام انسانیت کی جان لی، کیونکہ بنی اسرائیل کا خون جس طرح بدرجہ انسان ہونے کے معزز و محترم ہے اسی طرح باقی انسانوں کا بھی خون معزز و محترم ہے۔ اور ساری انسانیت کا قتل اس اعتبار سے ہے کہ انسان کو ان فساداتِ عامہ سے روکا گیا ہے جو نقصان اور شر کا سبب بنتے ہیں تو اگر کسی نے انسان کو ناحق قتل کیا جو کہ اللہ پاک کے عطا کردہ تمام کمالات و صفات کا دل کی وسعت اور اعلیٰ مرتبے کے اعتبار سے مستجمع ہے تو گویا اس نے ساری انسانیت کا قتل کیا۔ نیز ناحق خون بہانے کی صورت اور فساد پھیلانے کی غرض سے قتل کی صورت دونوں میں قدر مشترک فساد ہے اور فساد سے مراد کسی کی ہلاکت کے اسباب ہیں وہ قتل، غرق، جلانا، گرانا یا کسی بھی صورت میں ہوں سب کے سب حرام ہیں۔ لہٰذا کسی کی جان بچانا ساری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ہے کیونکہ اگر کوئی شخص ایک آدمی کے قتل پر تعارض کرنے والا ہوا اگر وہ تصور کرے اس کا قتل تمام انسانوں کا قتل ہے تو اس پر اس کا قتل گراں ہو گا لہٰذا وہ اس سے باز آجائے گا اس طرح گویا اس نے انسانیت کا احیا کیا کہ ایک آدمی کی زندگی تمام انسانوں کی زندگی کے مترادف ہے پس اسے بچانے کے لیے وہ خوب رغبت رکھتا ہے کیونکہ دنیا میں نوعِ انسانی کی زندگی کا بقا دوسرے انسانوں کی جان پر منحصر ہے اسی طرح

سے ہی ہر ایک کی زندگی میں بقاو تحفظ کا جذبہ بیدار ہو گا کیونکہ اللہ پاک نے انسان کو اس حد تک بہترین ساخت میں پیدا فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ حسین کوئی مخلوق نہیں اور اللہ تعالیٰ نے انسان میں علم، قدرت، ارادہ کرنے، باتیں کرنے، سننے، دیکھنے، تدبیر کرنے اور حکمت کی صلاحیت رکھی اور یہ تمام رب تعالیٰ کی صفات ہیں، گویا انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہے لہٰذا اس کو کام بھی ایسے کرنے چاہئیں جو اللہ کی ذات نے روا رکھے ہیں جبکہ ناحق قتل کرنا نصِ قطعی سے منع ہو حرام ہے پس قرآنی تعلیمات یہی بتاتی ہیں کہ کسی بھی انسان کو ناحق قتل ہر گز ہر گز نہ کیا جائے۔

قتلِ ناحق کی شرعی حیثیت

شرعی اعتبار سے جو ناحق قتل کرے گا اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ کسی بھی انسان کا ناحق قتل کفر و شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ اور جرم ہے کیونکہ تحفظ جان کا حکم نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔ جب بھی کوئی شخص قتلِ ناحق کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے دل سے انسانیت کا احساس مٹ جاتا ہے تو ایسی حالت میں وہ شخص اپنے مفاد اور سرشت کے تقاضے کی وجہ سے کسی بھی انسان کی جان لے سکتا ہے۔ گویا کہ انسانیت اس کی مجرمانہ افکار و ذہنیت کی ذد میں رہنے لگتی ہے اس حال میں کہ وہ جب چاہے گا جسے چاہے گا قتل کرے گا لہٰذا شریعت نے ناحق قتل حرام قرار دیا اور قاتل پر قصاص کا حکم صادر کیا۔ پس اس ضمن میں شرعی احکام ملاحظہ ہوں فرمانِ خداوندی ہے:

یاایها الذین امنوا کتب علیکم القصاص فیه القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی فمن عفی له اخیه شئی فاتباع بالمعروف و اداء الیه باحسان ذالک تخفیف من ربکم و رحمة فمن اعتدا بعد ذالک فله عذاب الیم۔[28]

اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا، یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت، تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔

آیت ھذا سے قصاص کے حوالے سے چند مسائل اخذ ہوتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ آیت میں قتلیٰ کا لفظ عام ہے جو قتیل کی جمع ہے اور سب کو شامل ہے یعنی اس آیت سے ہر قاتل بالعمد پر قصاص واجب ہے خواہ غلام قتل کیا گیا ہو، خواہ آزاد، خواہ مسلمان، خواہ ذمی، خواہ مرد یا عورت۔ ہاں جس کو دلیلِ شرعی خاص کر دے وہ مخصوص ہو جائے گا۔

۲۔ اس آیت کریمہ میں صلح بر مال کا بھی ذکر ہے یعنی جس قاتل کو مقتول کا ولی معاف کر دے اور اس کے ذمہ اس معافی کے سبب کچھ مال لازم کرے تو اولیاء مقتول کو چاہئیے کہ مال کے مطالبہ میں نیک روش اختیار کریں۔ قاتل بھی مقتول کے خون بہا کو خوش معاملگی کے ساتھ ادا کرے۔ مقتول کے ولی کو اختیار ہے خواہ قاتل کو بے عوض معاف کر دیں یا مال پر صلح کریں اگر وہ اس پر راضی نہ ہوں اور قصاص چاہیں تو قصاص ہی واجب رہے گا۔

۳۔ مقتول کے ولی کو آیت کریمہ میں قاتل کا بھائی فرمانے میں اس بات کی طرف دلالت ہے کہ قتل اگرچہ گناہِ کبیرہ ہے مگر اس سے اخوتِ

ایمانی ختم نہیں ہوتی نیز اس بات پر بھی دلالت ہے کہ ارتکابِ گناہِ کبیرہ کفر نہیں ہے۔[29] لہٰذا جو لوگ قتل کرنے کو کفر یا اس کی مثل کہتے ہیں انہیں سوچنا چاہیے ! ھذا ما عندی۔

معلوم ہوا ناحق قتل کی شرعی حیثیت سے قاتل بالعمد پر قصاص واجب ہے اور اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا نیز ملا جیون رحمہ اللہ اس ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ :

ولکم فی القصاص حیوٰۃ میں اللہ تعالیٰ نے وجوبِ قصاص کی وجہ اور شرعیت بیان فرمائی۔ وہ یہ کہ ایسا کرنے میں دنیا والوں کے لیے عظیم زندگی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی شخص بھی ناحق قتل کرنے سے نہ ڈرتا۔ ابتداً وہ ایک شخص سے کرتا، پھر مقتول کے اولیاء اور ورثاء اپنے بھائی کے قتل کے بدلہ میں قاتل کے کئی آدمیوں کو قتل کرتے۔ پھر وہ ان کے بہت سے آدمی مار ڈالتے۔ حتیٰ کہ ہر طرف قتل و غارت کا بازار گرم ہو جاتا۔ اور قتل کیے جانے کا جرم کرنے والا سزا نا پاتا۔ اب جبکہ قصاص واجب کر دیا گیا ہے تو ہر ایک کو یہ خوف ہو گا کہ اگر میں نے قتل کی ابتدا کی تو مجھے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ بلکہ قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔ تو وہ اس خوف سے کسی کو قتل کرنے سے منع ہو جائے گا۔ قصاص کے حکم میں زندگی کا یہ مفہوم ہے ورنہ بظاہر دیکھا جائے تو اس میں حیات کی بجائے قاتل کی موت ہے، اسی لیے یٰاولی الالباب فرمایا۔ اگر قصاص میں زندگی ہے، کا مفہوم لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ یعنی تمہارے لیے قصاص لینے میں مقتول کے اولیاء کی زندگی ہے۔ اس لیے کہ جس نے کسی ایک شخص کو قتل کر دیا اس نے اس مقتول کے تمام اولیاء کو گویا قتل کر دیا۔ تاکہ انہیں اپنے آپ سے دور رکھے۔ یہ مفہوم امام زاہد رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔[30]

نیز قصاص کے ضمن میں صاحبِ تفسیر مظہری رقمطراز ہیں کہ :

ارشادِ باری تعالیٰ کتب علیکم القصاص حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے اس نظریہ کی دلیل ہے کہ قتلِ عمد میں صرف قصاص واجب ہے نہ کہ دیت اور قاتل کی رضامندی کے بغیر مال لینا جائز نہیں۔ اس کی تائید رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بھی کرتا ہے کہ قتلِ عمد میں قصاص ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ میں سے ہر ایک کے قصاص کے مسئلہ میں دو قول ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ واجب تو قصاص ہے لیکن مقتول کے ورثاء کے لیے جائز ہے کہ وہ قاتل کی رضامندی کے بغیر دیت لے کر قصاص معاف کر دیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان دو میں سے کوئی ایک واجب ہے قصاص یا دیت، ان میں سے کوئی بھی معین نہیں۔ دونوں قولوں کے درمیان فرق تب ظاہر ہو گا جب مقتول کے ورثاء دیت کا ذکر کیے بغیر مطلقاً قصاص معاف کر دیں۔ اس صورت میں پہلے قول کے مطابق قصاص بغیر دیت کے ساقط ہو جائے گا اور دوسرے قول کے مطابق اس میں دیت جاری ہو جائے گی۔[31]

بحث کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت انہیں عمداً ناحق قتل کرنے پر قصاصاً شریعت کی رو سے قتل کرنا واجب ہے۔ کیونکہ وجوبِ قصاص میں زندگی پنہاں ہے الا یہ کی دیت کا معاملہ رضامندی کے ساتھ ہو۔

خودکشی سے قتل ہونا

دینِ اسلام احیاءِ زیست کا پیغام دیتا ہے نہ کہ خود کو قتل کرنے کا چنانچہ اسلام میں موت کی تمنا کرنی بھی مکروہ ہے چہ جائیکہ خود کشی و خود تلفی کی جائے کہ جو حق اللہ کا ہے اس میں تصرف کیا جائے۔ چنانچہ در مختار کی ایک جزی ملاحظہ ہو:

ویکرہ تمنه الموت و تمامه فی النهر سیجئی فی الخطر۔[32]

موت کی تمنا کرنی مکروہ ہے یعنی تکلیف اور کوفت سے تنگ ہو کر موت کی آرزو کرنا درست نہیں ہے اس کی تفصیل نہر الفائق نامی کتاب کی پانچویں جلد میں کتاب الحظر والے باب میں ہے کہ اگر مجبوراً (موت کی) دعا کرنا پڑے تو اس طرح کہے یااللہ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ، اور اگر میرے لیے موت بہتر ہو تو موت دے دے۔[33]

لہٰذا جب موت کی تمنا کرنی مکروہ ہے تو خود کو قتل کرنا یعنی خود کشی کرنا کیسا قبیح فعل ہوگا۔ مگر معاشرے میں بنظر عمیق مشاہدہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بہت سارے لوگ مختلف اسباب اپنا کر اپنی جان لینے کے درپے ہوتے ہیں جبکہ نص میں خود کو ہلاک کرنے کی نہی وارد ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو فرمانِ خداوندی ہے:

ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔[34]

اور نہ ہلاک کرو اپنے آپ کو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے اس کا معنیٰ ہے تم میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو قتل نہ کرے۔ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں کسی بھی چیز سے اپنے آپ کو ہلاک کیا قیامت کے روز اسی چیز کے ساتھ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو پہاڑ سے لڑھکا (چھلانگ لگائی) وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اوپر سے نیچے کی طرف لڑھکتا رہے گا، جس نے اپنے آپ کو لوہے سے قتل کیا، اس کا لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کے ساتھ اپنے آپ کو تکلیف دیتا رہے گا۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے جس نے زہر کھایا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا، جہنم کی آگ میں زہر کھاتا رہے گا۔[35]

اس آیت کے تحت صاحبِ ضیاء القرآن رقمطراز ہیں:

اس آیت میں خود کشی کی ممانعت بھی آگئی اور کسی مسلمان بھائی کو بلاوجہ قتل کرنے سے بھی روک دیا گیا۔ انفسکم کہہ کر بتا دیا کہ اگر تم کسی مسلمان بھائی کو قتل کرو گے تو اس کا نقصان تمہیں ہی پہنچے گا، تمہاری ہی ایک مومن بہن بیوہ ہوگی، تمہاری ہی ملت کے معصوم بچے یتیم ہوں گے، تمہارے مسلم معاشرے کا ہی ایک گھر غم واندوہ کے اندھیروں میں ڈوب جائے گا۔ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے اس کا ایک اور لطیف معنیٰ بھی کیا ہے۔ فرماتے ہیں: لا تقتلوا انفسکم باقتراف ما یذللها و یردیها فانه القتل الحقیقی للنفس۔ یعنی ایسی مذموم حرکتیں اور ذلیل اعمال مت کرو جو لوگوں کی نگاہ میں تمہیں ذلیل ورسوا کر دیں، کیونکہ ذلت ورسوائی ہی تو نفس کی حقیقی ہلاکت و تباہی ہے۔[36]

صاحبِ تفسیر قرطبیؒ آیت ھذا کے تحت بیان فرماتے ہیں اس پر اہلِ تاویل کا اجماع ہے کہ اس آیت سے مراد بعض کے بعض کو قتل کرنے سے

نہی ہے۔ پھر لفظ اپنے آپ کے قتل (خودکشی) کو بھی شامل ہے یعنی دنیا پر حرص اور طلبِ مال کے لالچ میں اس کو قتل نہ کرے، یعنی اپنے آپ کو ایسے دھوکوں میں نہ ڈالے جو اسے تلف تک پہنچانے والے ہوں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ تنگی اور غضب میں اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ ان تمام صورتوں نہی شامل ہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے اس آیت سے حجت پکڑی تھی جب انہوں نے غزوہ ذات السلاسل میں اپنے نفس پر خوف کی وجہ سے جنبی ہونے کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے غسل نہیں کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے احتجاج کو قائم رکھا تھا اور ان پر آپ ﷺ مسکرائے تھے اور مزید کچھ نہ کہا تھا۔[37]

تفسیر مدارک میں ولا تقتلوا انفسکم (تم خودکشی نہ کرو) کے تحت چار جہتیں مذکور ہوئیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ انفس سے مراد تمہاری جنس سے جو مؤمن ہیں کیونکہ مؤمن ایک جان کی طرح ہیں۔

۲۔ خودکشی نہ کرے جیسا کہ بعض جاہل کرتے ہیں۔

۳۔ القتل کا معنیٰ ناجائز اموال کا کھانا ہے۔ پس غیر پر ظلم کرنا اپنے آپ کو ہلاک کرنے والے کی طرح ہے۔

۴۔ نفس کی خواہشات پر مت چلو ورنہ تم اس کو قتل کر دو گے، یا ایسے کام کر گزرو گے جو قتل کو لازم کرنے والے ہیں۔

ان الله بكم رحيما (بے شک اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے) رحمت ہی کی بنا پر تمہیں ایسی چیزوں کے متعلق خبردار کیا جس میں تمہارے اموال کی حفاظت اور تمہارے ابدان کی بقاء ہے۔[38]

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ خود کو ہلاک کرنا یعنی خودکشی کرنا کبیرہ گناہ اور ناجائز و حرام ہے۔ جس نے اپنے آپ کو جس چیز سے ہلاک کیا قیامت والے دن اسی چیز کے ساتھ اس کو عذاب دیا جائے گا اور خودکشی کرنے والے کے پیچھے ایک خاندان اور معاشرہ ہوتا ہے جو غم و اندوہ کے اندھیروں میں ڈوب جاتا ہے نیز یہ وہ مذموم عمل ہے کہ اس سے لوگوں کی نگاہ میں خود کے قاتل کی ذلت و رسوائی ہی ہوتی ہے نہ کہ صفاتِ حسنہ کیونکہ ذلت و رسوائی ہی نفس کی حقیقی ہلاکت ہے اور وہ اس نے خود پر حرام کام یعنی خودکشی کر کے لازم کی لی۔ مزید برآں کہ اس نے اپنی جان کو تلف کر کے سکون پانے کی بجائے خود کو دھوکے میں ڈال لیا اور آخرت کے عذاب کا مستوجب ٹھہرا۔ اگر خودکشی کرنے والا یہ قبیح فعل نہ کرے تو اللہ کی رحمت وسیع ہے وہ ضرور سہارا دیتی ہے کہ اس نے ایسی چیزوں کے متعلق خبردار کیا ہے جو اموال کی حفاظت اور ابدان کی بقاء کے لیے ضروری ہیں لہٰذا اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اور اس امرِ حرام سے خود کو بچانا چاہیے۔ حالات چاہے کچھ بھی ہو جائیں، خودکشی کسی صورت بھی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ تحفظِ جان ہی معاشرے کی بقاء کا سبب ہے۔ اس ضمن میں عصرِ حاضر میں کئی امثلہ ایسی ہیں کہ افراد غربت کے نام پر، محبت کے نام پر، گھریلو ناچاکیوں سے، بڑوں کی زجر و توبیخ سے، یا ذہنی خلفشاریوں اور مفاسد افکار کے سبب خود کو موت کے گھاٹ چڑھانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور وہ کام کر گزرتے ہیں جس سے اشرف المخلوقات یعنی انسان کا وقار مجروح ہوتا ہے اور جس کی نہی کا حکم اللہ نے بیان فرمایا ہے۔

خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا شرعی حکم

علامہ علاؤالدین محمد بن علی بن حصکفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جس نے خود کو قتل کر لیا خواہ عمداً اس کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اسی پر فتویٰ ہے اگرچہ دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کی بنسبت یہ زیادہ بڑا گناہ ہے، امام ابن ہمام نے امام ابو یوسف کے قول کو ترجیح دی کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے خودکشی کی تھی آپ نے اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔[39]

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی اور بہ ظاہر یہ ہے کہ آپ نے اس پر نمازِ جنازہ زجراً نہیں پڑھی جس طرح آپ نے مقروض کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی تھی، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحابہ میں سے بھی کسی نے اس پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی کیونکہ دوسروں کی نماز آپ کی نماز کے برابر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کی صلوٰۃ ان کے لیے سکون ہے۔[40]

رہزنی اور ڈاکہ کے دوران قتل ہونا

رہزنی (قطع الطریق) اور ڈاکہ کی وارداتیں فی زمانہ معاشرہ میں ہوتی رہتی ہیں۔ اس میں اکثر لوگوں کو لوٹا جاتا ہے اور جو مذاحمت کریں انہیں اول تو ڈرایا، دھمکایا جاتا ہے اور اگر پھر بھی مزاحمت کریں تو اس کی سزا یہ ملتی ہے کہ قاتل وسفاک لوگ جو اس قبیح فعل میں ملوث ہوتے ہیں وہ قتل کر دیتے ہیں۔ معاملہء قتل میں وہ مرد، عورت، بچہ، بوڑھا، مذہبی، غیر مذہبی کسی بھی فرد کا لحاظ نہیں کرتے بلکہ یوں کہنا روا ہوگا کہ وہ انسانیت کا لحاظ نہیں کرتے اور یوں معاشرہ ایک ناقابل تلافی نقصان کا سامنا کرتا ہے۔ دینِ اسلام میں رہزنی اور ڈاکہ ڈالنے کی ممانعت وارد ہے چنانچہ اس عملِ بد کو مسدود کرنا ہی معاشرے میں سکون کا سبب ہوگا نیز تعلیمِ نبوی بھی ان قبائح سے منع کرتی ہے ملاحظہ ہو:

قال حدثنا آدم بن ابی ایاس، حدثنا شعبة، حدثنا عدی بن ثابت، سمعت عبدالله بن یزید الانصاری و هو جده ابو امه، قال نهی النبی ﷺ عن النهبی والمثلة ۔[41]

حضرت عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رہزنی اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

دینِ اسلام کسی بھی فرد کو ہر گز ہر گز اجازت نہیں دیتا کہ وہ رہزنی کرے، ڈاکہ ڈالے، لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کرے اور جس کو چاہے قتل کر دے۔ اسلام میں تو اپنے مسلمان بھائی پر اسلحہ تک تاننے کی پابندی ہے ملاحظہ ہو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا یشیر احدکم الی اخیه بالسلاح فانه لا یدری احدکم لعل الشیطان ینزع فی یده، فیقع فی حفرة من النار ۔[42]

تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اُس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتلِ ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ رہزنی یا دورانِ ڈاکہ، اپنا دفاع کا سوچ کر قاتل کے ساتھ مذاحمت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے جان کے تلف

ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور بیشتر جانیں اس مد میں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جبکہ مسلمان مقتولین کے بارے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: من قتل دون دمه فهو شهيد و من قتل دون اهله فهو شهيد ۔ [43]
جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ بھی شہید ہے۔

رہزن پر حکمِ شرع

رہزن پر حکمِ شرع کے بیان سے قبل رہزنی کی اقسام کا جاننا از حد ضروری ہے چنانچہ رہزنی کی چار اقسام ہیں:

۱۔ راہ گیروں سے صرف مال لینا۔

۲۔ راہ گیروں کو صرف قتل کرنا۔

۳۔ مال بھی لینا اور قتل بھی کرنا۔

۴۔ راہ گیروں کو صرف ڈرانا دھمکانا، نہ ان کو قتل کرنا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کا مال لینا۔

اب حکمِ شرع ان چار اقسام کے اعتبار سے چار قسموں پر منحصر ہوتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اگر رہزن نے راہ گیر سے صرف مال لیا اور اسے قتل نہ کیا تو راہزن کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔

۲۔ اگر راہ گیر کو صرف قتل کیا اور مال نہیں لیا تو راہزن کو قتل کیا جائے گا۔

۳۔ اگر رہزن راہ گیر سے ملالے کر اس کو قتل کرے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حاکمِ وقت کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ کر اسے قتل کرے اور سولی چڑھائے یا اس کو قتل کرنے کے بعد سولی چڑھائے۔

۴۔ اور جو رہزن راہ گیر کو قتل نہ کرے، اور نہ ہی اس کا کوئی مال لے بلکہ اس کو ڈرائے اور دھمکائے تو اس کو ملک بدر کرے۔ [44]

ایک رپورٹ کے مطابق عصرِ حاضر میں رہزنی اور ڈاکہ کے دوران قتل کی وارداتوں میں کافی حد تک کمی واقع ہوئی ہے مگر پھر بھی ایسے واقعات گاہے بگاہے سننے کو ملتے رہتے ہیں نیز اس کے دو بنیادی پہلو ہیں:

۱۔ حکومتی بے توجہی

یہ اس اعتبار سے ہے کہ اگر کوئی ایسا گروہ جو رہزنی یا ڈاکہ کی وارداتوں میں ملوث ہو پکڑا جائے تو اس کو بجائے شرعی سزا دینے کے حوالات میں بند کر دیا جاتا ہے جہاں وہ کچھ عرصہ رہ کر جب آزاد ہو کر آتا ہے تو پھر وہی کام شروع کر دیتا ہے۔ دفاعی اداروں کو چاہیے کہ وہ ان اسباب کو مسدود کریں جن کی وجہ سے یہ وارداتیں ہوتی ہیں، قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوتا ہے اور انسانی جان کا شرف و وقار پامال ہوتا ہے۔

۲۔ سماجی پہلو

ہم پر خود ہماری جان کی حفاظت فرض ہے اگر ہم یونہی بے بسی سے رہزنوں اور ڈاکوؤں کے ہتھے چڑھتے رہے تو معاشرے پر سے امن کا

سائبان تار تار ہو کر رہ جائے گا۔ پاکستانی معاشرے اور سماج کی رو سے چونکہ ہم ایک قوم ہیں لہٰذا جہاں کہیں رہزنی اور ڈاکہ وغیرہ کی واردات ہو تو ہمارے صاحبِ ثروت احباب کو چاہیے کہ وہ ان لوگوں کی مدد کریں جن کے مال یا جان کا ضیاع ہوا ہے تاکہ معاشرہ خوشحال ہو نیز اس منفی سرگرمی میں ملوث افراد کو عدالتی فیصلے کے مطابق ذلیل و رسوا کرانے میں کردار ادا کرنا چاہیے مگر ہم بے حس ہیں جو بجائے کسی کی مدد کرنے کے تماش بین بن کر صرف تالیاں مارتے ہیں الاماشاءاللہ! نیز ہمیں اداروں پر بھروسہ بھی کرنا چاہیے جبکہ ہم اپنے محافظ اداروں کو عدمِ اعتماد سے دیکھتے ہیں جو کہ انتہائی غلط ہے۔ مملکتِ خداداد کے محافظین ہر وقت اس کے گوشے گوشے کا پہرہ دیتے ہیں وہ میری صورت میں، آپ کی صورت میں اور ساری قوم کی صورت میں ہو سکتے ہیں۔

قتلِ ناحق کے مرتکب کا پاکستانی معاشرے کے تناظر میں اور آخرت میں انجام

بنیادی حقوق میں سے پہلا حق یہ ہے کہ بنیادی حقوق سے متصادم تمام قوانین باطل ہوں گے۔ دوسرا حق یہ ہے کہ کسی شخص کو جان یا آزادی سے، ماسوائے قانون کے ذریعے، محروم نہ کیا جائے گا۔[45] معلوم ہوا کہ بنیادی حقوق کا تحفظ قوانین کے اجرا کا ماخذ ہے جبکہ قتل عمد کرنا یہ بنیادی حقوق میں سے حق کو تلف کرنا ہے لہٰذا یہ پاکستانی آئین کے مطابق باطل ہے۔ جبکہ اس کی سزا پاکستانی آئین میں دفعہ ۳۰۲ کے تحت عائد ہوتی ہے۔ ذیل میں اس دفعہ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

302: punishment of Qatl.i.amd: Whoever commits qat.e.amd shall, subject to the provisions of this Chapter be:

a. Punished with death as qisas:

b. Punished with death for imprisonment for life as ta'zir having regard to the facts and circumstances of the case,if the proof in either of the forms specified in Section 304 is not available',or

c. Punished with imprisonment of either description for a term which may extend to twenty.five years, where according to the injunctions of Islam the punishment of qisas is tot applicable.[46]

302 کے تحت قتل عمد کی سزا:

جو بھی قتلِ عمد کا مرتکب ٹھہرتا ہو اس باب کی دفعات کے تابع ہوگا:

ا۔ قصاص کے طور پر سزائے موت۔

۲۔ اگر دفعہ ۳۰۴ میں بیان کردہ کسی بھی شکل میں ثبوت دستیاب نہ ہوں (ثبوتوں کی کمی یا گواہی کے نامکمل ہونے کی صورت میں) تو مقدمہ کے حقائق اور حالات کے پیشِ نظر تعزیراً عمر قید سزا ہے۔

۳۔ وضاحتاً یعنی حالاتِ مخصوصہ کی وجہ سے قید کی سزا ۲۵ سال تک ہو سکتی ہے، اس مقام پر جہاں اسلام کے احکام کے مطابق قصاص کی سزا مکمل طور پر لاگو ہوتی ہو۔

یعنی ۱۸۶۰ء سے لے کر رائج الوقت سزا میں دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تو قصاص لیا جائے جو شواہد اور ثبوتوں کے مکمل ہونے سے ممکن ہوتا ہے یا پھر عمر قید کی سزا متعین ہوتی ہے جو معزز جج کی صوابدید پر ہوتی ہے جب وہ ثبوتوں کی جانچ پھٹک کر لے اور یہ سزا مجرم کو ۱۴ سال سے ۲۵ سال تک میں ہوتی ہے۔ لہٰذا ناحق قتل کرنے والے کی سزا میں پاکستانی معاشرے اور آئین کے مطابق یا تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا اگر ثبوت مکمل ہوں، یا پھر اسے عمر قید کی سزا سنائی جائے گی۔ مگر ایک المیہ بھی ہے! کہ قاتل اکثر تو قانون کے ہتھے چڑھنے سے قبل ہی کہیں فرار ہو جاتا ہے یا اگر قانون کے ہاتھ لگ بھی جائے تو مختلف حیلوں اور بہانوں سے بری ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے قاتل دنیا میں تو اس سزا سے اسباب اختیار کر کے راہِ فرار اختیار کر لے لیکن احکم الحاکمین کی عدالت میں اس کا انجام کیا ہوگا، اس ضمن میں دو فرامینِ نبویہ ملاحظہ ہوں:

قال حدثنا عبید الله بن موسیٰ ،عن الاعمش،عن ابی وائل،عن عبدالله قال،قال النبی ﷺ : اول ما یقضی بین الناس فی الدماء۔[47]

ترجمہ: امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: ہمیں عبید اللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی از الاعمش از ابی وائل از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے درمیان جس مقدمہ کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، وہ خون سے متعلق ہوگا۔

قتل کے مقدمہ کے سب سے پہلے فیصلہ کی توجیہ

اس حدیث میں مذکور ہے کہ سب سے پہلے لوگوں کے درمیان قتل کے مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا بہت سنگین معاملہ ہے، کیونکہ ابتدا اسی چیز سے کی جاتی ہے جو بہت زیادہ اہم ہوتی ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قیامت کے دن جو فیصلہ ہوگا وہ لوگوں کے درمیان ہوگا اور جانوروں کا اس فیصلے میں کوئی دخل نہیں ہے اور یہ غلط ہے، کیونکہ اس حدیث کا مفاد یہ ہے کہ اس حدیث میں لوگوں کے درمیان سب سے پہلے فیصلہ کا ذکر ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جانوروں کے درمیان فیصلہ نہ کیا جائے، تو ہو سکتا ہے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے بعد پھر جانوروں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔[48، 49] پس بروزِ محشر بندوں کے معاملات کے اعتبار سے سب سے پہلے قتل کے مقدمہ پر فیصلہ کیا جائے گا اور وہ ایسا فیصلہ ہوگا کہ جو عدل وانصاف پر پورا پورا اترتا ہوگا کہ اس میں نہ قاتل کو تردد ہوگا اور نہ ہی مقتول کو۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ کیا قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ انہوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" اُس نے سوال دہرایا تو دوبارہ آپ نے یہی فرمایا، اور پھر حدیث سنائی:

سمعت نبیکم ﷺ یقول :"یأتی المقتول متعلقا رأسه باحدی یدیه ملببا قاتله بالید الاخری تشخب اوداجه دما حتی یأتی به العرش فیقول المقتول لرب العالمین : هذا قتلنی فیقول الله للقاتل: تسعت ویذهب به الی النار" ۔[50]

میں نے تمہارے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "جس شخص کو (دنیا میں) قتل کیا گیا ہو، وہ اپنا سر اپنے ہاتھوں میں لٹکا کر اپنے قاتل

کو لپیٹ کر لائے گا، جب اُس کی رگیں خون سے ابل رہی ہوں گی، یہاں تک کہ وہ عرش کے پاس آکر رب العالمین سے کہے گا کہ "اس نے مجھے قتل کیا تھا" تو اللہ تعالیٰ قاتل سے فرمائیں گے کہ: "بربادی ہے تیری! اور اُسے جہنم میں لے جائیں گے۔ اللہ اکبر معلوم ہوا کہ قاتل کا انجام اس روز کیا ہوگا اور قتل کے مقدمہ کی سب سے پہلے توجیہ کیا ہے۔

پاکستان کے مختلف شہروں میں قتلِ ناحق کے معاصر واقعات

لاہور کے علاقہ اسلام پورہ میں گھریلو تنازع پر فائرنگ کی گئی جس میں دیور نے بھابھی کو قتل کر دیا۔[51] نواب ٹاؤن، لاہور میں ۱۰ سالہ لڑکے کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا جبکہ ملزم نے اس سے قبل بھی ۲ بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنانے کا اعتراف کر لیا۔[52] راولپنڈی، جھنڈا چیچی میں ۹ سالہ بچی کو مبینہ زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا بچی کی لاش پڑوسی کے گھر سے برآمد ہوئی۔[53] اوکاڑہ کے علاقہ حویلی لکھا میں مدرسہ کا ۹ سالہ بچہ زیادتی کے بعد قتل کیا گیا۔[54] ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دوست کی مہندی میں جانے والے لڑکے نے اپنے دوست کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔[55] پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر سیالکوٹ میں انسداد دہشت گردی عدالت نے بھرے مجمع اور پولیس کی موجودگی میں دو بھائیوں حافظ مغیث اور منیب پر تشدد کر کے انہیں قتل کرنے کے جرم میں سات مجرمان کے ڈیتھ وارنٹ جاری کر دیے۔[56] ملتان میں ایک ہی خاندان میں تین ڈاکٹروں کے قتل کا معمہ۔[57] سیالکوٹ کی تحصیل پسرور کے علاقے کلاسوالہ میں اراضی اور رشتہ کے تنازعہ کے باعث ۲ ملزمان نے فائرنگ کر کے اپنے ۲ چچا اور ۲ کزن کو قتل کر دیا۔[58] ساہیوال میں ۸ سالہ بچی کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا۔[59] ۱۹ جنوری کی سہ پہر سی ٹی ڈی نے ساہیوال کے قریب جی ٹی روڈ پر ایک گاڑی پر اندھادھند فائرنگ کی جس کے نتیجے میں میاں بیوی، بیٹی اور ایک محلہ دار گولیاں لگنے سے جاں بحق ہوئے جبکہ کاروائی میں تین بچے بھی زخمی ہوئے۔[60] ۳ دسمبر ۲۰۲۱ میں سیالکوٹ میں سری لنکن شہری ہجوم کے ہاتھوں قتل، مرکزی ملزم سمیت ۱۰۰ افراد گرفتار۔[61] کراچی میں ڈیڑھ ماہ قبل لڑکی کا قتل، باپ نے جرم کا اعتراف کر لیا۔[62]

پاکستانی معاشرے کے تناظر میں قتلِ ناحق کی اور بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو انسانیت کی توہین ہیں۔ اس میں مذہب، رنگ، نسل، قوم سب برابر ہیں۔ لہٰذا ناحق خون بہانا قطعی طور پر ناجائز و حرام ہے۔

سفارشات

۱۔ انسانی جان کے تحفظ کو معاشرے میں اجاگر کرنے کے لیے ایک تحریک چلائی جائے جو سرکاری سطح پر کام کرے اور لوگوں میں انسانی جان کے وقار کو بیان کرے۔

۲۔ معاشرے میں قتل و غارت گری پھیلانے والے عناصر کو قانون کی گرفت میں لایا جائے۔

۳۔ قتلِ عمد پر جو اسلامی شرعی سزا ہے اس کا نفاذ قاتل پر لازم کیا جائے تاکہ معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکے۔

۴۔ علماء منبر و محراب بھی وقتاً فوقتاً انسانی جان کی عظمت کو بیان کرتے رہیں تاکہ لوگ ان کی راہنمائی سے خود کو ناحق قتل کرنے سے بچا

سکیں۔

۵۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کا جانی ومالی تحفظات میں ساتھ دیا جائے۔

۶۔ مظلوم کی مدد کی جائے قطعِ نظر مذہب کے کیونکہ اول شرف انسانیت کا ہے کہ اللہ نے اسے عزت وتکریم کا تاج پہنایا ہے۔

۷۔ اپنی اولاد کی اس انداز میں تربیت کرنی چاہیے کہ کل کو وہ ملک و قوم کا قیمتی سرمایہ بنیں نہ کہ کسی منفی سرگرمی میں ملوث ہوں۔

خلاصہءبحث

اسلام حُسنِ معاشرت سکھاتا ہے اور تحفظِ جان کا اس حد تک درس دیتا ہے کہ ایک جان کی زندگی بچانا ساری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ہے اور ایک جان کا ضیاع ساری انسانیت کا ضیاع ہے۔ دنیا میں نوعِ انسان کی زندگی کا بقا اس بات پر منحصر ہے کہ ہر انسان کے دل میں دوسرے انسانوں کی جان کا احترام موجود ہو۔ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل حیاتِ انسانی کے احترام سے اور ہمدردیِ نوع کے جذبے سے خالی ہے، لہذا وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے کیونکہ اس کے اندر وہ صفت پائی جاتی ہے جو اگر تمام افرادِ انسانی میں پائی جائے تو پوری نوع کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے برعکس جو شخص انسان کی زندگی کے قیام میں مدد کرتا ہے وہ درحقیقت انسانیت کا حامی ہے، کیونکہ اس میں وہ صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کی بقا کا انحصار ہے۔ کفر و شرک کے بعد ناحق قتل کرنا سب سے بڑا گناہ ہے نیز جو قتل کرے اسے بھی بدلے میں قتل کیا جائے گا یا اگر ورثاء دیت پر رضامند ہوں تو دیت لے سکتے ہیں جبکہ آئینِ پاکستان میں دفعہ ۳۰۲ قاتل پر عائد ہوتی ہے اور آخرت میں اس کا انجام یہ ہو گا کہ مقتول قاتل کو سر کے بالوں سے پکڑ کر رب کی بارگاہ میں انصاف طلب کرنے کے لیے حاضر ہو گا۔ ناحق قتل کے معاصر واقعات مختلف صورتوں میں مختلف حالات میں پیش آتے رہتے ہیں جس سے معاشرے میں بدامنی اور انتشار بڑھتا ہے اور انسانی جان کی اہمیت کو روندہ جاتا ہے۔

حوالہ جات

---

1 الاسراء، ۷۰

2 مکتبہ معارف القرآن، کراچی

3 منہاج القرآن پبلیکیشنز

4 ادارہ اشاعت و تحقیق، پاکستان، لاہور

5 انذار پبلیشرز

6 ادارہ اسلامیات پبلیشرز

7 بیت العلوم، انار کلی، لاہور

8 مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی ۲۰۰۸ء

9 الھادی للنشر والتوزیع، لاہور

10 خواجہ میر درد اکادمی، لاہور

11 ام القریٰ، مکہ مکرمہ سعودی عرب

12 ادارۃ الانوار، کراچی

13 ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، جامعہ اسلامیہ، اسلام آباد

14 ابراہیم بن موسیٰ بن محمد الشاطبیؒ، الموافقات، (مکہ مکرمہ: دار ابن عفان للنشر والتوزیع، ۱۹۹۷ء) جلد ۱، ص ۳۱

15 محمد الغزالی، حقوق الانسان بین تعالیم الاسلام والاعلان الامم المتحدۃ، (قاہرہ، دار نھضۃ، ۱۹۸۷ء) ص ۱۷۴

16 المائدۃ، ۳۲

17 ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تاویل القرآن، تفسیر الطبری (دار التربیۃ التراث، مکۃ المکرمۃ) جلد ۱۰، ص ۲۳۳

18 عماد الدین ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر مترجم، (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء) جلد ۲، ص ۸۳

19 ابو حفص سراج الدین عمر بن علی الحنبلی، اللباب فی علوم الکتاب (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان) جلد ۷: ص ۳۰۱

20 تفسیر بغوی اردو، امام کبیر ابو محمد حسین بن مسعود الفراء بغوی شافعی (ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، ۱۴۳۶ھ) جلد ۲، ص ۵۷

21 تفسیر الجیلانی، سیدی محی الدین، عبد القادر الجیلانی، (مکتبہ معروفیہ، کوئٹہ 2010) جلد 1، ص 442

22 تفسیر مدارک للنسفی اردو، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمد النسفی (مکتبۃ العلم، لاہور) جلد 1، ص 753

23 سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، (ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۱۱) جلد ۱، ص ۴۶۴

24 التین، ۴

25 ابو محمد محمود بن احمد الحنفی بدر الدین العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، (دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان) جلد ۱۵، ص ۲۰۶

26 صحیح البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی (السلطانیۃ، بالمطبعۃ الکبریٰ الامیریۃ، ببولاق مصر، ۱۳۱۱ھ) جلد ۸، ص ۵۰ رقم الحدیث: ۶۲۲۷

27 علامہ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن (فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۱۳) جلد ۱۲، ص ۸۷۲

28 البقرہ، ۱۷۸

29 علامہ عبد الواجد قادری در بھنگوی، قرآنی تعلیم (شبیر برادرز، لاہور، ۱۴۱۴ھ) جلد ۲، ص ۱۶۶، ۱۶۵

30 مفسر ملّا جیون، تفسیراتِ احمدیہ مترجم (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۶ء) ص ۱۰۴

31 علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی، تفسیر مظہری، مترجم (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۲ء) جلد ۱، ص ۲۸۳، ۲۸۲

32 شیخ علاء الدین محمد بن علی الحصکفی، در المختار علیٰ شرح لمتن تنویر الابصار (مکتبہ حقانیہ، پشاور) کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، جلد ۳، ص ۹۶

33 مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی، کشف الاسرار، اردو ترجمہ و شرح در مختار، (مکتبہ فیض القرآن دیوبند، یوپی، ۱۹۹۹ء) جلد ۲، ص ۸۱

34 النساء، ۲۹

35 تفسیر مظہری، مترجم، جلد ۲، ص ۳۳۳

36 پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۵) جلد ۱، ص ۳۳۸

37 امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبیؒ، تفسیر قرطبیؒ مترجم، (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء) جلد ۳، ص ۱۶۸

38 تفسیر مدارک للنسفی اردو، جلد ۱، ص ۵۹۷، ۵۹۶

39 در المختار، جلد ۳، ص ۱۲۷

---

40 علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، رد المحتار علیٰ در المختار حاشیۃ ابن عابدین (مکتبہ حقانیہ، پشاور) جلد ۳، ص ۱۲۸، ۱۲۷

41 صحیح البخاری، (دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، ۱۴۲۳ھ) کتاب المظالم، باب النھبۃ بغیر اذن صاحبہ، رقم الحدیث: ۲۴۷۴

42 امام مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم (دار احیاء التراث العربی، بیروت) کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھی عن اشارۃ بالسلاح، جلد ۴، ص ۲۰۲۰، رقم ۲۶۱۷

43 امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی (شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، مصر ۱۳۹۵ھ) جلد ۴، ص ۲۸ رقم الحدیث ۱۴۱۸

44 ڈاکٹر احمد حسن، صدیق ارشد خلجی، غلام مرتضیٰ آزاد، تراجم مصادرِ قانونِ اسلامی، حدود و تعزیرات (ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، جامعہ اسلامیہ، اسلام آباد، مئی ۱۹۸۲ء) ص ۱۱۳، ۱۱۲

45 ڈاکٹر شہزاد اقبال شام، دساتیر پاکستان کی اسلامی دفعات ایک تجزیاتی مطالعہ (شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء) ص ۱۷۵

46 Pakistan Penal Code (XLV OF 1860), CHAPTER XVI OF OFFENCES AFFECTING THE HUMAN BODY, 302: Punishment of qatl.i.amd, page 112

47 امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری جعفی، صحیح البخاری (مکتبہ دار الکتب العلمیہ، لبنان، بیروت، ۲۰۱۹) کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ: ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاہ جہنم، ص ۱۲۴۵، رقم الحدیث: ۶۸۶۴

48 شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی، فتح الباری (دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۲۶ھ) جلد ۸، ص ۷

49 علامہ غلام رسول سعیدی، نعم الباری فی شرح صحیح البخاری (ضیا القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷) جلد ۱۵، ص ۳۹۶

50 مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ابو الحسین نور الدین علی بن ابی بکر الھیثمی (مکتبۃ القدسی، القاھرۃ، ۱۴۱۴ھ) کتاب الفتن، باب حرمۃ دماء المسلمین، جلد ۷، ص ۲۹۷، رقم الحدیث: ۱۲۳۰۶

51 لاہور42نیوز، ۱۲ دسمبر، ۲۰۲۱، لنک: https://lahore42.tv/news/dewar-shot-dead-his-sister-in-law-in-a-domestic-dispute-in-islampura-area-of-lahore/

52 چیف ایڈیٹر محمد بلال افضل دریا، پکار نیوز، ۲۰ مئی ۲۰۲۰، لنک: https://www.facebook.com/permalink.php?id=1751673731737296&story_fbid=2617539108484083

53 ایکسپریس نیوز، پیر ۲۲ مارچ ۲۰۲۱، لنک: https://www.express.pk/story/2157735/1

54 روزنامہ جنگ، ۱۴ جولائی ۲۰۲۱، لنک: https://jang.com.pk/news/956700

55 چیف اڈیٹر مجیب الرحمان شامی، روزنامہ پاکستان، ۵ دسمبر ۲۰۲۱، لنک: https://dailypakistan.com.pk/05-Dec-2021/1374081

56 شمائلہ جعفری، بی بی سی اردو ڈاٹ کام، لاہور، اپریل 2015، لنک: https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2015/04/150401_sialkot_lynching_death_warrants_zz

57 شاہد اسلم صحافی، ملتان، بی بی سی نیوز، اردو، ۵ فروری ۲۰۲۱، لنک: https://www.bbc.com/urdu/pakistan-55944069

58 کلاسوالہ.کام، اتوار ۲۲ فروری ۲۰۲۱، لنک: https://www.kalaswala.com/2021/02/2-2-2.html

59 اردو.جیو.ٹی وی، ۲۸ نومبر ۲۰۲۰، لنک: https://urdu.geo.tv/latest/235715-

60 ریاض شاکر، جیو نیوز، ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۹، لنک: https://urdu.geo.tv/latest/207073-

61 روحان احمد، اردو نیوز، اسلام آباد، ۳ دسمبر ۲۰۲۱، لنک: https://www.urdunews.com/node/623886

62 روزنامہ پاکستان، ۷ جنوری ۲۰۲۲، لنک: https://dailypakistan.com.pk/07-Jan-2022/1387333

References

Al-Asra, 70
Maktaba Ma'arif-ul-Quran, Karachi
Minhaj-ul-Quran Publications
Publishing and Research Institute, Pakistan, Lahore
Anzar Publishers
Institute of Islamic Studies Publishers
Baitul Uloom, Anarkali, Lahore
Kendriya Maktaba Islami Publishers, New Delhi, 2008
Al-Hadi al-Nashr wal-Tawzia, Lahore
Khwaja Mir Dard Academy, Lahore
Umm al-Qura, Makkah, Saudi Arabia
Adarat-ul-Anwar, Karachi
Institute of Islamic Research, Jamia Islamia, Islamabad
Ibrahim bin Musa bin Muhammad al-Sha'tabi, al-Muwafaqat, (Makkah: Dar ibn Affan al-Nashr wa al-Tuzi, 1997), vol. 1, p. 31
Muhammad al-Ghazali, Haqeeq-ul-Insaan bin Allaah al-Islam wa'l-Awwal al-'Umm al-Mu'tahada, Cairo, Dar-e-Nahda, 1987, p. 174
Al-Ma'ida, 32
Abu Ja'far Muhammad bin Jarir al-Tabari, Jami al-Bayan an Taweel al-Qur'an, Tafsir al-Tabari (Dar-ul-Turbiyyah al-Tarath, Makat-ul-Mukarramah), Vol. 10, p. 233
Imad-ud-Din Ibn Kathir, Tafseer Ibn Kathir Translator, (Zia-ul-Quran Publications, Lahore, 2015), Vol. 2, p. 83
Abu Hafs Siraj al-Din 'Umar ibn 'Ali al-Hanbali, al-Labaab fi 'Ulum al-Kitab (Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon), Vol. 7, p.301
Tafseer Bughvi Urdu, Imam Kabir Abu Muhammad Husayn bin Mas'ud al-Fara Bughvi Shafi'i (Institute of Ashrafiyya, Multan, 1436 AH), Vol. 2, p. 57
Tafsir al-Jilani, Sidi Mohi-ud-Din, Abdul Qadir al-Jilani, (Maktaba Maroofiya, Kavita, 2010), Vol. 1, p. 442
Tafseer Madarak al-Nisfi Urdu, Abul Barakat Abdullah bin Ahmad bin Muhammad al-Nasafi (Maktabat-ul-Ilm, Lahore), Vol. 1, p. 753
Sayyid Abul Ala Maududi, Tafahim-ul-Quran, (Institute of Interpreter-ul-Quran, Lahore, 2011), Vol. 1, p. 464
Altain, 4
Abu Muhammad Mahmud bin Ahmad al-Hanafi Badr al-Din al-Aini, Ummatul Qari Sharh Sahih al-Bukhari, Dar-i-Ahya al-Tarath al-Arabi, Beirut, Lebanon, Vol. 15, p. 206
Sahih al-Bukhaari, Abu Abdullah Muhammad ibn Isma'il al-Bukhari al-Ja'afi (al-Sultaniyyah, Ba'l-Mutaba al-Kubra al-Amiriyyah, Babulak Egypt, 1311 AH), Vol. 8, p. 50, Raqat-ul-Hadith: 6227
Allama Ghulam Rasool Saeedi, Tabian-ul-Quran (Farid Book Stall, Lahore, 2013), Vol. 12, p. 872
Al-Baqara, 178
Allama Abdul Wajid Qadri Darbhangvi, Quranic Teachings (Shabbir Brothers, Lahore, 1414 AH), Vol. 2, pp. 165,166
Mufassar Mulla Jiwan, Tafseerat Ahmadiyya Translator (Zia-ul-Quran Publications, Lahore, 2006), p. 104
Allama Qazi Muhammad Sanaullah Usmani Mujaddi Panipati, Tafseer Mazhari, Translator (Zia-ul-Quran Publications, Lahore, 2002), Vol. 1, pp. 282, 283
Shaykh Ala-ud-Din Muhammad bin Ali al-Haskafi, Dar-ul-Mukhtar Ala Sharh Lamtan Tanvir al-Absar (Maktaba Haqqania, Peshawar), Kitab al-Salaah, Bab Salat al-Janaza, Vol. 3, p. 96
Mufti Muhammad Zafir-ud-Din Miftahi, Kashf al-Israr, Urdu Translation and Sharh-e-Darmukhtar, (Maktaba Faiz-ul-Quran Deoband, UP, 1999), Vol. 2, p. 81
Al-Nissa, 29

Tafseer Mazhari, Translator, Vol. 2, p. 333
Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari, Zia-ul-Quran, (Zia-ul-Quran Publications, Lahore, 1995), Vol. 1, p. 338
Imam Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Abu Bakr Al-Qurtawi, Tafseer Al-Qurtubi Translator, (Zia-ul-Quran Publications, Lahore, 2012), Vol. 3, p. 168
Tafseer Madarak Al-Linsafi Urdu, Vol. 1, pp. 596,597
Dar-ul-Mukhtar, Vol. 3, p. 127
Allama Sayyid Muhammad Amin Ibn Abidin Shami, Radd-ul-Muhtar ala dar al-Mukhtarhashiya Ibn Abidin (Maktaba Haqqania, Peshawar), Vol. 3, pp. 127, 128
Sahih al-Bukhaari, (Dar Ibn Kathir, Damascus, Beirut, 1423 AH), Kitab-ul-Atrocities, Bab al-Nahba without Azan Sahiba, Raqat-ul-Hadith: 2474
Imam Muslim bin Hajjaj al-Qashiri, Sahih Muslim (Dar-i-Ahya al-Tarath al-Arabi, Beirut), Kitab al-Bar wa al-Salat wa'l-Manners, Bab al-Nihi an-Isharah ba'l-Salah, Vol. 4, p.2020, No. 2617
Imam Abu Isa Muhammad bin Isa al-Tirmidhi, Sunan al-Tirmidhi (Shirkat Maktaba wa Matbata Mustafa al-Babi al-Habali, Egypt, 1395 AH), Vol. 4, p. 28, Raqat-ul-Hadith 1418
Dr. Ahmed Hasan, Siddiq Arshad Khalji, Ghulam Murtaza Azad, Translation Sources of Islamic Law 1, Limits and Sanctions (Institute of Islamic Research, Jamia Islamia, Islamabad, May 1982), pp. 112,113
Dr. Shahzad Iqbal Sham, An Analytical Study of Islamic Provisions of Dasatir Pakistan (Shariah Academy, International University, Islamabad, 2011), p. 175
Pakistan Penal Code (XLV OF 1860), CHAPTER XVI OF OFFENCES AFFECTING THE HUMAN BODY, 302: Punishment of qatl.i.amd, page 112
Imam Abu Abdullah Muhammad bin Isma'il bin Ibrahim Bukhari Ja'afi, Sahih al-Bukhari (Maktaba Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, Lebanon, Beirut, 2019).
Shahab al-Din Ahmad b. 'Ali b. Hajar al-Asqalani Shafi'i, Fath al-Bari (Dar al-Ma'rafa, Beirut, 1426 AH), vol. 8, p. 7
Allama Ghulam Rasool Saeedi, Naam-ul-Bari fi Sharh Sahih al-Bukhari (Zia-ul-Quran Publications, Lahore, 2017), Vol. 15, p. 396
Majma al-Zuwayd wa Source al-Faafi, Abu l-Husayn Nur al-Din Ali ibn Abi Bakr al-Haythami (Maktabat al-Qudsi, al-Qahra, 1414 AH), Kitab al-Fatan, Bab Haramat Dama'al-Muslimeen, Vol. 7, p. 297, Raqat-ul-Hadith: 12306
Lahore42News, December 12, 2021, Link: https://lahore42.tv/news/dewar-shot-dead-his-sister-in-law-in-a-domestic-dispute-in-islampura-area-of-lahore/
Chief Editor Muhammad Bilal Afzal Darya, Pukar News, May 20, 2020, Link: https://www.facebook.com/permalink.php?id=1751673731737296&story_fbid=2617539108484083
Express News, Monday, March 22, 2021, link: https://www.express.pk/story/2157735/1
Daily Jang, July 14, 2021, link: https://jang.com.pk/news/956700
Chief Editor Mujeeb-ur-Rehman Shami, Daily Pakistan, December 5, 2021, Link: https://dailypakistan.com.pk/05-Dec-2021/1374081
Shumaila Jafari, BBC Urdu.com, Lahore, April 1, 2015, link: https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2015/04/150401_sialkot_lynching_death_warrants_zz
Shahid Aslam Journalist, Multan, BBC News, Urdu, February 5, 2021, Link: https://www.bbc.com/urdu/pakistan-55944069
Klaaswala. Work, Sunday, February 22, 2021, Link: https://www.kalaswala.com/2021/02/2-2-2.html
Urdu. Geo. TV, November 28, 2020, link: https://urdu.geo.tv/latest/235715-
Riaz Shakir, Geo News, October 24, 2019, link: https://urdu.geo.tv/latest/207073.
Rohan Ahmed, Urdu News, Islamabad, December 3, 2021, Link: https://www.urdunews.com/node/623886
Daily Pakistan, January 7, 2022, link: https://dailypakistan.com.pk/07-Jan-2022/1387333